کنفیوشس ازم اور اسلام کے سیاسی نظریات کا تنقیدی جائزہ

The political thought of Confucianism and Islam A Critical analysis

ام فروا*

**ڈاکٹر سید عبد الغفار بخاری

Abstract

The fundamental purpose of Confucius's teachings is to reform individuals socially and make them strong on the ladder of morality. He was of the view that well-built moral and social values will eventually lead towards a stable state. He had the same rationale for family systems that healthy marital relationships would contribute towards the harmonization of the society which would in result positively affect the functing of the state.

In this paper an effort has been made to examine critically similar Political and Islamic teachings of Islam and Confucianism. This discussion will clear the concept of people regarding the Political system of both religions and it will conveyed that islam is a complete code of life because here we have clearity regarding all metaphysical being that are not understandable in Confucianism. The basic and fundamental sources of both religions have abeen used to precede the discussion.

Keywords: Ruler, Society, Transpiracy, Parity, Loytity

....

*لیکچرار شعبہ علوم اسلامیہ نیشنل یونیورسٹی آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی اسلام آباد

**صدر شعبہ علوم اسلامیہ نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد

چین کا شمار دنیا کے قدیم ترین ممالک میں ہوتا ہے اور یہ حکمت و دانش کا قدیم مرکز رہا ہے۔ چین میں تین مذاہب خاص طور پر مروج رہے ہیں جیسا کہ تاؤ ازم، کنفیوشس ازم اور بدھ ازم، ان مذاہب میں سے سب سے زیادہ مقبولیت جس مذہب کو حاصل رہی ہے وہ کنفیوشس ازم ہے۔ کنفیوشس ازم کا بانی کنفیوشس تھا جو کہ چھٹی صدی قبل مسیح میں پیدا ہوا۔[1] کنفیوشس کے بارے کچھ معلومات خود اس کی اپنی کتاب مکالمات کنفیوشس(ANLACTS OF CONFUCIUS) میں موجود ہیں۔ کنفیوشس کے دور میں چین میں سیاسی اور ثقافتی سرگرمیاں زوروں پر تھیں۔ ظالم حکمرانوں نے چو[2] (Chu) سلطنت کو ختم کرنے کی کوشش کی[3] اس لیے طوائف الملوکی اور انتشار کی وجہ سے لوگ آپس میں لڑتے رہتے تھے۔ یہاں تک ملکی سرحدوں پر بھی بدامنی تھی[4] ان حالات میں کنفیوشس حاکم اور رعایا دونوں کے اچھے تعلقات کا نظریہ پیش کرتے ہوئے کہا کہ حاکم کو اپنے نام کی عزت رکھنی چاہیے اور حکمرانی کے لیے دیانت داری، دانائی اور صحیح عقیدہ ہونا بہت ضروری ہے۔[5] اگرچہ کنفیوشس ازم کی بعض تعلیمات اسلام کی تعلیمات سے مختلف ہیں مگر یہ بھی امر مسلم ہے کہ کنفیوشس ازم کی متعدد تعلیمات اسلامی تعلیمات سے یکسانیت رکھتی ہیں۔ کنفیوشزم کی جو تعلیمات اسلام کی بنیادی تعلیمات سے متضاد و مختلف ہیں ان میں، خدا، ارواح اور آخرت کے بارے میں اشارات کے باوجود ابہام و اشکال کا پایا جانا، الہامی مذہب نہ ہونا، رسولوں پر ایمان نہ ہونا، مابعد الطبیعات روحانی پہلو) کو نظر انداز کرنا، مردہ پرستی، اوہام پرستی، دیوی دیوتاؤں کی پوجا، مذہبی کتب میں تغیر وغیرہ جیسے عقائد و نظریات شامل ہیں۔ اس کے باوجود کنفیوشزم کی کئی ایسی تعلیمات ہیں جو اسلام کی تعلیمات سے مشابہت و مماثلت رکھتی ہیں۔ بالخصوص سیاسی نظریات و خیالات کافی حد تک اسلام کے نظریات سے ملتے جلتے ہیں۔ تحریر ھٰذا میں اسلام اور کنفیوشس ازم کی وہ سیاسی تعلیمات پیش کی جاتی ہیں جو دونوں مذاہب میں مشترک ہیں۔ کنفیوشس ازم اور اسلام کی مشترکہ سیاسی تعلیمات

کنفیوشزم اور اسلام کی مشترکہ سیاسی تعلیمات درج ذیل ہیں:-

1۔ حاکم کا ریاست کے معاملات میں چوکس رہنا

کنفیوشس حاکموں سے چاہے وہ کسی بھی منصب حکمرانی پر کیوں نہ ہوں) کہتا ہے کہ ان کا حکومتی معاملات میں سچا اور کھرا ہونا ازحد ضروری ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:﴿اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَاۙ وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِه اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًا بَصِيْرًا﴾[6] بے شک اللہ تعالیٰ تم کو یہ حکم دیتا ہے کہ تم امانت داروں کو ان کی امانتیں لٹا دو اور

جب تم لوگوں کے بارے میں فیصلہ کرو تو عدل کے ساتھ فیصلہ کرو۔ اللہ تمہیں کتنی عمدہ نصیحت فرماتا ہے۔ بے شک اللہ سننے والا دیکھنے والا ہے۔

اس آیت مبار کہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ یہاں امانت سے مراد حکام کا وہ عہدہ ہے کہ جب عوام حاکموں کو منتخب کرواتی ہے۔ ان کے پاس بادشاہت ایک امانت کی مانند ہوتی ہے۔ اور حاکم کو عہدے کی پاسداری کرتے ہوئے صلاحیت رکھنے والے افراد کو اعلیٰ مناصب میں تعنیات کرنا چاہیے۔

2۔ ذمہ دار لوگوں کی تعنیاتی

حکومتی حکام اور وزراء کا فرض ہے کہ وہ ملک کے اندر قابل لوگوں کی صلاحیتوں کے مطابق تعینات کریں ، عہدے دیتے ہوئے امانت داری کو ملحوظ خاطر رکھیں، ذاتی اغراض و مقاصد ترک کر دیں، صرف اہل اور نیک لوگوں کو عہدے دیں اور اپنی رعایا کے تمام بنیادی حقوق کی پاسداری کریں۔

استاد کنفیوشس کہتا ہے: "اگر آپ بے ایمان اور بے انصاف حکام کی جگہ منصف اور ایماندار لوگوں کو لائیں گے، تو لوگ آپ کی عزت کریں گے اور مطیع ہو جائیں گے، لیکن اگر ایماندار اور منصف حکام کی جگہ بے ایمان اور بے انصاف حکام کو لا کھڑا کریں گے، تو پھر لوگ نہ خوش ہوں گے اور نہ مطیع رہیں گے"۔[7]

مذہب اسلام بھی یہی کہتا ہے کہ عوام کو ایسے لوگ چننے چاہئیں جو کہ امانتدار ہوں، جو ریاست کی درست طریقے سے نگہداشت کر سکیں۔ عوام کو ذاتی مفاد، رشتہ، یا لالچ کی بنیاد پر عوامی نمائندوں کا انتخاب نہیں کرنا چاہئے۔ حق رائے دہی ایک امانت ہے، اس امانت کا استعمال درست طور پر کرنا چاہیے۔

جیسا کہ حضرت عبد الرحمان بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رسول اللہ ﷺ نے عہدے کی طلب سے منع کرتے ہوئے فرمایا: يَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ لَا تَسْأَلِ الإِمَارَةَ فَإِنَّكَ إِذَا أُعْطِيتَهَا عَنْ مَسْأَلَةٍ وُكِلْتَ فِيهَا إِلَى نَفْسِكَ وَإِنْ أُعْطِيتَهَا عَنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ أُعِنْتَ عَلَيْهَا)) [8] اے عبد الرحمٰن! امارت و اقتدار کی طلب مت کرنا کیونکہ اگر تم نے اسے مانگ کر حاصل کیا تو تم اس معاملے میں اپنے نفس کے سپرد کر دیئے جاؤ گے اور اگر وہ تمہیں بن مانگے ملی تو اللہ کی توفیق و مدد تمہارے شامل حال ہو گی ۔

لہذا حاکم کو پوری دل جمعی سے نیک لوگوں کو عہدے تفویض کرنے چاہئیں کیونکہ اکثر بادشاہوں کی حکومتیں اسی وجہ سے تباہ ہوئی ہیں کہ ان کے وزیر اور مشیر نالائق اور نکمے تھے۔

4۔ غلطی کا ازالہ کرتے ہوئے نہ ہچکچانا

کنفیوشس نے حاکم کے بارے میں کہا:۔ کہ اپنی بنیاد ایمان داری اور اعتماد کو بناؤ، ان لوگوں کو ساتھی مت بناؤ جو اخلاقی لحاظ سے تمہارے ہم پلہ نہیں۔ نیز جب تم سے غلطی ہو جائے تو اس کا ازلہ کرتے ہوئے نہ پچھتاؤ۔[9]

اسی تناظر میں نبی ﷺ کے درج ذیل فرمان کو ملحوظ خاطر رکھا جائے۔ ارشاد نبوی ہے:

فَالْإِمَامُ رَاعٍ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ [10] حاکم ذمہ دار ہے، اس سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہو گا۔

3-حاکم کا عوام الناس کے لیے عملی نمونہ ہونا

کنفیوشس کے مطابق حاکم کو چاہیے کہ وہ اس بات کی فکر نہ کریں کہ اس کا طرزِ حیات اچھا ہو، بلکہ وہ لوگوں کا خیال کریں کہ وہ کس حال میں ہیں؟ صرف اپنے پیٹ کی فکر نہ کریں، بلکہ لوگوں کے لیے خود ہیرو بن جائیں۔ کیونکہ حاکم جیسا عمل کرے گا، لوگ اس کی پیروی کریں گے۔ کنفیوشس یوYu کی مثال دیتے ہوئے کنفیوشس نے کہا پھٹے پرانے کپڑے پہن کر امراء کے سامنے کھڑا ہونا یہ تھا یوYu کا کمال۔ بے ضرر بے طمع وہ غلطی کا مرتکب کیسے ہو سکتا ہے؟ بزدلی اصل میں یہ ہے کہ آپ حق کیلئے آواز نہ اٹھا سکیں۔[11]

اسلامی تعلیمات کے مطابق بھی بہترین انسان وہی ہے جو لوگوں کے لئے کام کرتا ہے۔ جیسا کہ حضور ﷺ نے فرمایا:خَيرُ النَّاسِ مَن يَّنفَعُ النَّاسَ [12] ترجمہ: بہتر انسان وہی ہے کہ جو دوسروں کو فائدہ پہنچائے۔

اس لئے اچھی حکمرانی کے لئے حاکم کو یہ بات مد نظر رکھنی چاہیے کہ اس کے کسی عمل سے عوام الناس کو نقصان تو نہیں ہو رہا، کسی شخص کی دل آزاری تو نہیں ہو رہی؟

کیونکہ مومن کے وصف کے حوالے سے ارشاد نبوی ہے:مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِه [13] مسلمان وہ ہے کہ جس کی زبان اور ہاتھ سے باقی مسلمان محفوظ رہیں۔

حاکم کے لیے ضروری ہے کہ اپنے آرام و سکون کو ترک کر کے اپنا سب کچھ عوام الناس کی خدمت میں صرف کر دے، اس کے لیے حاکم کو اپنی زندگی کی تمام آسائشیں چھوڑنی ہوں گی۔

4۔حاکم کا اپنے اعمال کا عملی جائزہ لینا

حاکم کو اپنا جائزہ لینا چاہیے کہ مجھے کون سا کام کب اور کیسے کرنا ہے؟ اسی لیے کنفیوشس کہتا ہے:۔

میں تین بار اپنا محاسبہ کرتا ہوں اور یہ جائزہ لیتا ہوں کہ کیا میں دوسرے لوگوں کے کاموں سے جی تو نہیں چرا رہا؟ کیا میں اپنے دوستوں سے فریب تو نہیں کر رہا؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ جو کچھ مجھے سکھایا گیا، میں اسے دوسروں تک پہنچانے میں ناکام تو نہیں رہا۔[14]

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حکمرانی کے لیے کسی قسم کا حرص یا طمع نہ کیا جائے بلکہ انسان خالصتاً اپنے آپ کا اس طرح محاسبہ کرے کہ آیا میں یہ بھاری کام کر سکتا ہوں؟ تو وہ اس عہدے کو قبول کرے اور پھر اخلاص نیت سے پوری تن دہی سے حکومتی فرائض سر انجام دے اور ہر گز اپنے پیٹ کی فکر نہ کرے، صرف لوگوں کا بھلا سوچے اپنے آپ کو لوگوں کے کاموں میں صرف کر دے۔

اسلام میں اچھے کاموں کی غرض اللہ کی ذات کو راضی کرنا ہوتا ہے۔

حضرت علیؓ کا قول ہے: امام کی ذمہ داری ہے کہ خدا کے قانون کے مطابق حکومت کرے، امانت کو ادا کرے، جب امام اس طرح حکومت کا فرض انجام دے تو عوام کی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ اس کے حکم کو سنیں اور اطاعت کریں، جب وہ میدان عمل میں بلاوے تو اس کی آواز پر لبیک کہیں۔[15]

حکمران کو چاہیے کہ وہ کام مکمل کرنے کی خاطر جلد بازی سے کام نہ لے۔ چھوٹے چھوٹے فائدے اپنے سامنے نہ رکھے۔ جلد بازی کی وجہ سے اکثر اوقات کام درست طریقے سے مکمل نہیں ہو پاتے، جبکہ چھوٹے فوائد مد نظر رکھنے سے بڑے بڑے فائدے حاصل کرنے میں دشواری پیش آتی ہے۔

5۔ طمع و لالچ سے گریز

اگر حاکم وقت صرف اپنی ذات کے لیے طمع و لالچ کرے، اپنی ذات کے بارے میں سوچے اور عوام الناس کو نظر انداز کرے تو لوگوں کے دل میں حاکم کے خلاف نفرت اور بغض پھیل جائے گا، معاشرے میں بدامنی اور سرکشی پھیل جائے گی نیز فلاحی ریاست کسی صورت سرکشی اور خانہ جنگی کی متحمل نہیں ہوتی۔ کنفیوشس نے کہا:

"اپنے مفاد کو مدِ نظر رکھ کر کیا جانے والا کام بہت ساری شکایات لاتا ہے"[16]

کنفیوشس نے مزید کہا:۔ جب تک حکمران صدق دل سے اپنے عوام کا بھلا نہیں چاہتا، وہ پورے اخلاص کے ساتھ عوام کے مسائل حل نہیں کرتا، اس وقت تک عوام کے دل میں اس حکمران کے لئے احترام اور وفاداری کے جذبات پیدا نہیں ہوتے۔[17]

اسی طرح اسلام نے اپنے پیروکاروں کو نصیحت کی کہ معاشرے میں مظلوم اور بے بس افراد کو مظالم سے بچانے اور مصائب و مشکلات میں گرے ہوئے لوگوں کو نکالنے کی کوشش کریں۔ اگر حاکم کو اس زمرے میں چھوٹے موٹے نقصانات پیش آئیں تو وہ ان کی پرواہ کیے بغیر مظلوم کی دادرسی کریں اور ان کے ظلم و زیادتی کا ازالہ کریں۔ حاکم اگر کسی جگہ ظلم ہوتا دیکھے تو اس کو خود لوگوں کی مدد کے لیے جانا چاہیے۔ خلیفۂ اول حضرت ابو بکر

صدیقؓ غریبوں، مسکینوں اور ضرورت مندوں کا کام نہایت خاموشی سے کرنے میں خوشی محسوس کرتے تھے۔اسی زمرے میں مدینہ میں ایک نابینا خاتون کا کام کرنے میں آپ رضی اللہ عنہ کسی قسم کی عار محسوس نہ کرتے تھے۔اس کے علاوہ حضرت عمرؓ کے دور خلافت کا جائزہ لیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے کس طرح وسیع پیمانے پر لوگوں کے نفع کے لیے کام کیے، جو کہ عصر حاضر میں تمام بادشاہوں اور حکمرانوں کے لئے مثالی ہیں۔ حضرت عمرؓ راتوں کو بھیس بدل کر مختلف علاقوں کا دورہ کرتے، سفر میں راہ چلتوں سے حالات دریافت کرتے، تمام قاصدوں سے بھی حالات جانتے، پھر عمال پر اعتبار نہ کرتے، آپ رضی اللہ عنہ اپنی دوراندیش فکر اور رعایا کے ساتھ لگن نیز ان کے حقوق کی رعایت کے پیشِ نظر سوچا کرتے تھے کہ عمال کو لوگوں کی پرواہ نہیں ہوتی اور ہر شخص مجھ تک نہیں پہنچ سکتا، اس لیے رعایا کے حالات سے واقفیت حاصل کرنے کے لیے عموماً خود چکر لگایا کرتے تھے۔

6۔وسائل کا استعمال کفایت شعاری سے کرنا

کنفیوشس نے وسائل کا استعمال کے بارے میں کہا: ایک ہزار رَتھوں چھوٹے تا درمیانے درجے کی ریاستکے ملک پر حکومت کرنے کے لئے عہدے کا پاس کریں اور قابل اعتماد بنیں۔لوگوں سے محبت کریں اور وسائل کا استعمال کفایت سے کریں۔لوگوں کو بروقت روزگار مہیا کریں۔ [18]

اسلام کے مطابق حاکم کو اپنی ذاتیات کو چھوڑ کر لوگوں کے لیے کام کرنا ہوگا اور اس کو خدا تعالیٰ کے فرمان کے مطابق حکومت کرنی چاہیے۔ دنیاوی حرص اور طمع کو چھوڑ کر اللہ کے احکامات کی پیروی کرنی ہوگی۔ کیونکہ جو لوگ دنیا کے حریص ہوں گے، دنیا میں برائی اور تکبر کو فروغ دیں گے، اللہ کے ہاں ان لوگوں کے لیے سخت سزا ہے۔ قرآن پاک میں فرمودات الٰہی کے مطابق زندگی بسر کرنے والوں کے لئے اجر عظیم ہے۔ ارشاد ربانی ہے:۔

تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ [19]

ترجمہ: وہ آخرت کا یہ بھلا گھر ہم ان ہی کے لئے مقرر کر دیتے ہیں جو زمین میں اونچائی بڑائی اور فخر نہیں کرتے، نہ فساد کی چاہت رکھتے ہیں، پرہیزگاروں کے لئے نہایت ہی عمدہ انجام ہے۔

علاوہ ازیں اسلامی ریاست تمام شہریوں کے جان و مال کی محافظ ہے۔ اور حاکم کا فرض ہے کہ خلق خدا کے ساتھ بھلائی کرے جو ان کے درمیان اتحاد کی دعا کرتے ہیں۔ اس طرح ریاست اور حکومت کو استحکام حاصل ہوتا ہے اور ملک دن دگنی رات چوگنی ترقی کرتا ہے۔ اس طرح بادشاہ اس جہاں میں نیک نامی کے ساتھ اگلے جہاں میں بھی کامیابی و کامرانی سے سرفراز ہوتا ہے۔

7۔ معاشرے کے محروم افراد کی مالی معاونت کرنا

کنفیوشس نے یتیم، بوڑھے، بے اولاد لوگ اور بیواؤں کے بارے میں کہا کہ یہ روئے زمین پر سب سے زیادہ تنہا اور اداس ہوتے ہیں۔ کیونکہ یہ لوگ عام طور پر کسی کو اپنی ضرورتوں کے بارے میں نہیں بتاتے اور نہ کسی کو اپنے دکھڑے سناتے ہیں۔ ان سب کو حکومت کی جانب سے سرمایہ ملنا چاہیے تاکہ وہ باوقار طریقے سے زندگی گزار سکیں۔ ایک بار کنفیوشس سے اس کی خواہش کے بارے پوچھا کہ آپ کی کیا خواہشات ہیں؟

تو اس نے جواب دیا۔ ضعیفوں کو راحت اور اپنے دوستوں کو اعتماد دینا۔[20]

دین اسلام بھی حاکم سے تقاضا کرتا ہے کہ وہ معاشرے کے محروم افراد جو کہ حاجت مند اور غریب ہیں ان کی مدد کریں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: **السَّاعِي عَلَى الأَرْمَلَةِ وَالْمِسْكِينِ كَالْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَأَحْسِبُهُ قَالَ وَكَالْقَائِمِ لاَ يَفْتُرُ وَكَالصَّائِمِ لاَ يُفْطِرُ**[21]: جو شخص بیواؤں کے لیے کمائی اور محنت کرے یا مسکین کے لیے اس کے لیے ایسا درجہ ہے جیسے جہاد کرنے والے کا اللہ تعالیٰ کی راہ میں۔ "اور میں سمجھتا ہوں یہ بھی فرمایا" : جیسے اس کا جو نماز کے لیے کھڑا رہے اور نہ تھکے اور جیسے اس روزہ دار کا جو روزہ کا ناغہ نہ کرے۔

اسلامی ریاست میں بے سہارا بوڑھے لوگوں کی ضروریات پوری کرنے کے لیے پوری کوششیں کی جانی چاہئیں۔ نیز امداد اور صاحب استطاعت لوگوں سے مال لے کر غرباء میں تقسیم کیا جائے۔

8۔ قول و فعل میں تضاد نہ ہونا

کنفیوشس کی تعلیمات میں عملی مثال مظاہرہ پر بہت زور دیا گیا ہے۔ اس کا خیال تھا کہ جب تک کوئی راہنما اخلاقی اصولوں پر خود عمل کر کے نہ دکھائے تب تک کسی انقلاب کی توقع نہیں کی جا سکتی۔[22] تاریخ مذاہب میں کنفیوشس کا قول منقول ہے کہا گر "آپ اپنی زندگی عوام کے سامنے ایسی پیش کریں جو برائیوں سے پاک ہو تو کس کی مجال ہے کہ خود کو گناہوں سے ملوث کرے"۔[23]

قرآن پاک میں ارشاد ہے ۔﴿**مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُ حَيَاةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ**﴾ [24] ترجمہ: جو بھی مرد یا عورت ایمان کی حالت میں نیک عمل کرے گا، ہم ضرور اسے پاکیزہ زندگی عطاء کریں گے اور ان کے اعمال کا احسن اجر اور جزاء دیں گے۔ ﴿**كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللَّهِ أَنْ تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ**﴾ [25] ترجمہ: اللہ کے نزدیک یہ بات بڑی ناراضگی والی ہے کہ تم وہ کچھ کہو جو کرتے نہیں ہو۔

9۔ حاکم کا فرائض کی ادائیگی میں پر خلوص ہونا

کنفیوشس نے کہا:۔ کہ جب انسان تنہا ہو تو نہایت سکون کے ساتھ متانت اور سنجیدگی اختیار کرے۔ اور جب فرائض مفروضہ ادا کرے تو عزت و احترام کے ساتھ اس کی طرف متوجہ ہو۔ لوگوں سے ہم کلام ہو تو خلوص سے کام لے۔[26]

حکومت ایک ایسا عہدہ ہے کہ جب بھی کسی کو یہ عہدہ ملتا ہے تو وہ شروع میں بہت خوش ہوتا ہے۔ لیکن جب اس کا دنیا یا آخرت میں محاسبہ ہوتا ہے تو اس کو پتہ چلتا ہے کہ یہ کتنی بھاری ذمہ داری تھی۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے تخت نشینی کے وقت فرمایا: میری پیروی اس وقت تک کرو جب تک کہ میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی پیروی کروں، جب میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کروں تو تم پر میری پیروی فرض نہیں۔[27]

حضرت عمرؓ کا قول ہے. لَومَاتَ جَمَلٌ ضِيَاعاً عَلَى شَطِّ الفَرَاتِ لَخُشِيتُ اَن يَّسألَنِيَ اللهُ عَنهُ[28] اگر دریائے فرات کے کنارے کوئی اونٹ بھی ضائع ہو کر مر گیا تو مجھے ڈر ہے اللہ تعالیٰ مجھ سے اس کے بارے میں سوال کرے گا۔

لہذا حاکم کو اپنی زندگی کو خدا اور اس کے رسولؐ کے احکامات کے تابع کرنا ہوگی اور رضائے الٰہی کے حصول کے لیے فیصلے کرنا ہوں گے۔۔

10۔ نیک انسان کے بے شمار خیر خواہ ہونا

کنفیوشس نے نیک حاکم کی تعریف کرتے ہوئے کہا:" نیکی کرنے والا شخص کبھی تنہا نہیں ہوتا، اس کے بے شمار رفیق ہوتے ہیں۔"[29] اسلام مین بھی حاکم کا عوام الناس کے ساتھ حسن و سلوک ہونا ضروری ہے۔ حاکم کو چاہیے کہ لوگوں کو عزت دے۔ اصل میں اخلاص سے مراد دوستی، اعتدال، توازن اور انصاف ہے۔ جیسا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: إِنَّ اللَّهَ لاَ يَنْظُرُ إِلَى صُوَرِكُمْ وَأَمْوَالِكُمْ وَلَكِنْ يَنْظُرُ إِلَى قُلُوبِكُمْ وَأَعْمَالِكُمْ[30] ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نہ تمہارے جسموں کو دیکھتا ہے نہ تمہاری صورتوں کو، اس کی نظر تو تمہارے دلوں اور اعمال پر ہوتی ہے۔

الغرض اخلاص حکمرانی کے لئے بہت ضروری ہے۔ حکمران نیک ہو گا، خلوص نیت ہو گا تو پوری دل جمعی سے عوام الناس کے لئے کام ہو سکے گا۔ کیونکہ انسان کی نیت کے مطابق ہی اس کو اجر و ثواب ملنا ہے۔

11۔ کس طرح لوگوں کو عمل صالح کی طرف مائل کیا جائے

کنفیوشس سے کسی نے پوچھا کہ لوگوں کو کیسے مائل کیا جائے کہ وہ بادشاہ کا احترام کریں، اس کے وفادار رہیں اور ہر وقت نیکی کرنے کی طرف مائل رہیں؟ کنفیوشس نے کہا :" وقار کے ساتھ ان کے پاس جاؤ گے تو وہ

احترام سے پیش آئیں گے، ان سے پدری محبت کرو تو وہ وفادار بن جائیں گے، قابل شخص کو ترقی دو اور نااہل کو سیکھاؤ تو وہ تمہارے لیے مثبت انداز میں کام کریں گے۔ یہ سب خلوص نیت سے ہو گا۔ اسی حقیقت کے پیش نظر جو چیز خود تمھیں ناپسند ہو دوسروں کے لئے پسند نہ کرو۔[31]

اسی طرح اسلامی تعلیمات کے مطابق بھی حاکم کو چاہیے کہ وہ اپنے مسلمان بھائیوں کا خیر خواہ ہو، بغیر کسی غرض کے مسلمانوں کے لئے کام کرے۔ حکام کو خلوص نیت سے لوگوں کے لیے کام کرنا چاہیے اور نیکی اور تقویٰ کو فروغ دے کر معاشرے سے برائیاں ختم کرنی چاہیے۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے۔ ﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾[32] یعنی نیکی اور تقویٰ میں ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور زیادتی میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔

12۔ حاکم کا لوگوں سے ان کے عہدوں کے مطابق کام کروانا

حکمران تنگ Tang نے کنفیوشس سے پوچھا کہ کسی حاکم کو اپنے وزراء سے کس طرح کام لینا چاہیے اور وزیر کو اپنے حاکم کی کیسے خدمت کرنی چاہیے؟ تو کنفیوشس نے کہا: کہ حاکم اپنے وزیروں کے ساتھ موزوں رویہ رکھیں تو وزراء اپنے ماتحتوں کی خدمت کرتے ہیں۔[33]

اسلام کی تعلیم یہی ہے کہ حاکم پرکھنے کے بعد اس کی اہلیت کے مطابق کوئی عہدہ سونپتا ہے، بغیر سوچے سمجھے یا نااہل کو ہر گز کوئی عہدہ نہیں سونپتا۔ اور ہر ایک سے اس کی ذہنی استطاعت اور اہلیت کے مطابق کام لیتا ہے۔

اسلام کی تعلیم بھی یہی ہے کہ اس میں کسی کے ساتھ ظلم وزیادتی نہیں ہے۔

﴿لَا تَظْلِمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ﴾[34] ترجمہ: نہ تم کسی پر ظلم کرو اور نہ تم پر ظلم کیا جائے گا۔

13-حاکم کا خاموشی سے معاملات کا جائزہ اور مشاہدہ کرنا

چیزوں کا خاموشی سے مشاہدہ اور مطالعہ کرو۔ چاہے کتنی ہی تعلیم حاصل کر لو اشتیاق اور لگن کو برقرار رکھو۔[35]

اسلام میں بھی حاکم کو معاملات کا باریک بینی اور خاموشی سے جائزہ لینا چاہیے۔ حضرت عمرؓ کے بارے میں ہے۔

حضرت اَسود بن یزیدؒ کہتے ہیں:۔

جب حضرت عمرؓ کے پاس وفد آتا تو ان سے ان کے امیر کے بارے میں پوچھتے کہ کیا وہ بیمار کی عیادت کرتا ہے؟ کیا غلام کی بات سنتا ہے؟ جو ضرورت مند اس کے دروازے پر کھڑا ہوتا ہے اس کے ساتھ اس کا رویہ کیسا ہوتا ہے؟ اگر وفد والے ان باتوں میں سے کسی کے جواب میں "نہ" کہہ دیتے تو اس امیر کو معزول کر دیتے۔[36]

14-غیر جانب دار ہونا

کنفیوشس نے حاکم کے بارے میں کہا: "اعلیٰ انسان، ہر چیز کا احاطہ کرتا ہے اور وہ جانب دار نہیں ہوتا۔ ادنیٰ انسان جانب دار ہوتا ہے اور وہ ہر چیز کا احاطہ نہیں کرتا۔"37

حاکم کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی نفسانی خواہشات کے پیچھے ہی نہ لگا رہے بلکہ غیر جانبدارانہ طریقے پر عوام الناس کی خدمت میں مصروفِ عمل رہے۔ اور اس پر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے اجر و ثواب کی امید میں رہے۔

اسی ضمن میں اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔﴿يَا دَاوُودُ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوَى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ إِنَّ الَّذِينَ يَضِلُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ بِمَا نَسُوا يَوْمَ الْحِسَابِ﴾ [38]

ترجمہ: اے داؤد! ہم نے تمہیں زمین میں خلیفہ بنادیا تم لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ فیصلے کرو اور اپنی نفسانی خواہش کی پیروی نہ کرو ورنہ وہ تمہیں اللہ کی راہ سے بھٹکا دے گی، یقیناً جو لوگ اللہ کی راہ سے بھٹک جاتے ہیں ان کے لئے سخت عذاب ہے۔ اس لئے کہ انہوں نے حساب کے دن کو بھلا دیا ہے۔

اس آیت مبارکہ میں خواہشات کی پیروی کو کھلی گمراہی کہا گیا ہے۔ کیونکہ اگر انسان اپنے نفس کے پیچھے پڑ گیا تو وہ راہ مستقیم سے دور چلا گیا۔ نیز اس آیت میں بادشاہ اور ذی اختیار لوگوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ عدل و انصاف کے ساتھ قرآن و حدیث کے مطابق فیصلے کریں، ورنہ اللہ کی راہ سے بھٹک جائیں گے اور جو بھٹک کر اپنے حساب کے دن کو بھول جائے وہ سخت عذابوں میں مبتلا ہو گا۔

15۔انسانی مساوات اور تکبر سے گریز

ایک اعلیٰ انسان میں کسی قسم کا کوئی تفاخر اور تکبر نہیں ہونا چاہیے۔ کنفیوشس یہ بتانا چاہتا ہے کہ "برتری اخلاق سے حاصل کی جاتی ہے جو ایک کسبی چیز ہوتی ہے۔ برتری صرف اخلاق کی بلندی ہوتی ہے"۔[39]

تکبر اصل میں حق کا انکار اور دوسروں کو کمتر سمجھنا ہے۔ بعض لوگ اپنے آپ کو بہت اعلیٰ چیز سمجھنے لگ جاتے ہیں۔ ان کو جو عزت ملتی ہے اس کو وہ اللہ کا فضل جاننے کی بجائے اپنا پیدائشی حق جانتے ہیں۔[40] اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔﴿يااَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآىِٕلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَ كْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ﴾ 41ترجمہ: لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہاری قومیں اور قبیلے بنائے تاکہ ایک دوسرے کو شناخت کرو اور خدا کے نزدیک تم

میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ پرہیز گار ہے۔ بیشک خدا سب کچھ جاننے والا اور سب سے خبر دار ہے۔

اسلام میں زندگی کا تصور واضح ہے۔ اسلام انسان کو زندگی گزارنے کے اصول بتاتا ہے، بیشک جو ان اصولوں پر عمل کرتا ہے وہ کامیاب رہتا ہے اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی

16۔ بولنے سے پہلے سوچنا اور دوسروں کے جذبات کا خیال رکھنا

کنفیوشس ازم میں ایک اچھا حاکم زیادہ بولنے کی بجائے عمل کرنے میں بہت مستعد ہوتا ہے۔ وہ احتیاط کے ساتھ لوگوں کو دوست بناتا ہے اور بات کرتے ہوئے نہایت محتاط انداز اختیار کرتا ہے تاکہ کسی بھی انسان کا دل نہ دکھے اور نہ ہی اس کے عملی کردار پر کوئی حرف زنی کر سکے۔

اسی طرح اسلامی تعلیمات کے مطابق بھی معاملات میں احتیاط برتنے کا حکم دیا گیا ہے۔ جیسا کہ سورۃ الحجرات میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو منافقین کی چالوں سے خبر دار کرتے ہوئے فرمایا:﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا أَنْ تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَى مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ﴾ [42] ترجمہ: اے مسلمانو! اگر تمہیں کوئی فاسق خبر دے تو تم اس کی اچھی طرح تحقیق کر لیا کرو ایسا نہ ہو کہ نادانی میں کسی قوم کو ایذا پہنچا دو پھر اپنے کیے پر پشیمانی اٹھاؤ۔

اسلامی اور کنفیوشسی دونوں تعلیمات کا خلاصہ یہ ہے کہ معاملات میں احتیاط سے کام لینا ضروری ہے۔ ورنہ اگر احتیاط میں سستی سے کام لیا گیا تو بالآخر نتیجے کے طور پر شرمندگی کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے اس لیے بہتر یہی ہے کہ انسان شرمندگی سے پہلے خود ہی احتیاط کر لے تاکہ فریقِ مخالف بھی بلاوجہ کی بدنامی سے محفوظ رہ سکے۔

17۔ مستقل مزاجی اور مصائب میں پر عزم رہنا

کنفیوشس کے مطابق ایک برتر حاکم باحوصلہ ہوتا ہے۔ وہ ہر مشکل کا مردانہ وار مقابلہ کرتا ہے اور کسی مشکل میں دوستوں کو تنہا چھوڑ کر کنارہ کش نہیں ہوتا۔ کامل انسان کی فطرت کو کنفیوشس ہوا سے تشبیہ دیتے ہوئے کہتا ہے کہ "کامل انسان کی فطرت ہوا جیسی ہوتی ہے اور نااہل انسان کی فطرت گھاس جیسی، جب ہوا چلتی ہے تو گھاس ہمیشہ جُھک جاتی ہے۔ اعلیٰ و ارفع انسان کو مشکل وقت درپیش بھی ہو تو وہ میدان چھوڑ کر نہیں بھاگتا بلکہ اپنے دوستوں کی مدد کرتا ہے ان کے ساتھ تعاون کرتا ہے"۔ [43]

اسلام میں انسان کا رتبہ بہت بلند ہے۔ اللہ نے انسان کو شاہانہ فطرت دی ہے۔ لیکن اگر بنی نوع انسان اپنے احساسِ شرف کو بھول کر شیطانی روش اختیار کر لے تو اس کو قرآن نے ایسے بیان کیا ہے۔

﴿سَأَصْرِفُ عَنْ آيَاتِيَ الَّذِينَ يَتَكَبَّرُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَإِنْ يَرَوْا كُلَّ آيَةٍ لَا يُؤْمِنُوا بِهَا وَإِنْ يَرَوْا سَبِيلَ الرُّشْدِ لَا يَتَّخِذُوهُ سَبِيلًا وَإِنْ يَرَوْا سَبِيلَ الْغَيِّ يَتَّخِذُوهُ سَبِيلًا ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَكَانُوا عَنْهَا غَافِلِينَ۔ وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَلِقَاءِ الْآخِرَةِ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ هَلْ يُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ [44] ترجمہ: میں ایسے لوگوں کو اپنے احکام سے برگشتہ ہی رکھوں گا جو دنیا میں تکبر کرتے ہیں، جس کا ان کو کوئی حق حاصل نہیں اور اگر تمام نشانیاں دیکھ لیں تب بھی وہ ان پر ایمان نہ لائیں، اور اگر ہدایت کا راستہ دیکھیں تو اس کو اپنا طریقہ نہ بنائیں اور اگر گمراہی کا راستہ دیکھ لیں تو اس کو اپنا طریقہ بنالیں۔ یہ اس سبب سے ہے کہ انہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور ان سے غافل رہے۔ اور یہ لوگ جنہوں نے ہماری آیتوں کو اور قیامت کے پیش آنے کو جھٹلایا ان کے سب کام غارت گئے۔ ان کو وہی سزا دی جائے گی جو کچھ یہ کرتے تھے۔

18۔خوش آمدی سے اجتناب کنفیوشس کے مطابق ایک اعلی حاکم موقع شناس اور مردشناس ہوتا ہے ۔وہ لوگوں سے ان کی صلاحیتوں کے مطابق کام کرواتا ہے، وہ کسی کی خوش آمد کا شکار نہیں ہوتا۔ [45]

اسی طرح اسلامی تعلیمات کے مطابق انسان تو انسان، انسان کے علاوہ جانوروں سے بھی ان کی استطاعت اور صلاحیت کے مطابق ہی کام لینے کا درس دیا گیا ہے۔ جیسا کہ کمزور جانوروں پر ان کی استطاعت سے زیادہ بوجھ لادنے کی ممانعت پر کثیر روایات موجود ہیں۔

19۔انسانوں کے بارے میں درست طرز عمل رکھنا کنفیوشس نے کہا: "انسان تو وہ ہے جو دوسروں سے محبت کرے، دوسروں کی خواہشات کا احترام کرے۔" [46] اسلام کا موقف بھی وہی ہے جو کہ کنفیوشس کا ہے۔

20۔سادگی وعاجزی کی تعلیم کنفیوشس کا حاکم کے بارے میں قول ہے: اچھے انسان کو اپنی بھوک مٹانے کے لیے سیر ہو کر کھانا نہیں کھانا چاہیے، اپنے مسکن میں آسائشیں مہیا نہیں کرنی چاہیں۔ اسلام بھی سادگی وعاجزی کی تعلیم دیتا ہے۔ وَعِبَادُ الرَّحمٰنِ الَّذِينَ يَمشُونَ عَلَى الاَرضِ هَونًا [47] اور رحمن کے بندے وہ ہیں جو زمین پر عاجزی کے ساتھ چلتے ہیں۔ اسلام کم خوری، کم گوئی، کم خوابی اور کم آمیزی کی تلقین کرتا ہے۔

21۔انجامِ کار پر نظر کنفیوشس کا قول ہے کہ ": ابتداء پر توجہ دینے سے قبل انجام کو سوچ لو۔ اس صورت میں کوئی مشکل نہ ہو گی"۔ [48] اسلام میں بھی یہی تعلیم وتصور ہے۔ امور کا دارومدار خاتمے پر ہے۔

22۔ لوگوں کے ساتھ حسن سلوک کا برتاؤ کنفیوشس کے اقوال ہیں ": جب باہر نکلو تو لوگوں سے اس طرح پیش آؤ جیسے تم ایک معزز مہمان کی خدمت بجالا رہے ہو"۔ [49]

"قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿قُولُوا لِلنَّاسِ حُسناً﴾ [50] ترجمہ: لوگوں سے اچھے انداز سے بات کرو۔

23۔ سعیٔ مسلسل اور جدوجہدِ پیہم کا تصور

کنفیوشس مسلسل جدوجہد کا حامی و داعی ہے۔ اسلامی تعلیمات میں بھی جہد مسلسل کی تاکید و تلقین فرمائی گئی ہے۔ ﴿وَجَاهِدُوا فِي اللَّهِ حَقَّ جِهَادِهِ﴾ [51] اللہ کے راستے میں ایسے جہاد کرو جیسا کہ جہاد کرنے کا حق ہے۔

﴿ وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا﴾ [52] ترجمہ: اور جو لوگ ہمارے راستے میں جدوجہد کرتے ہیں ہم ان کو اپنے راستوں پر گامزن کر دیتے ہیں۔

24- محاسبۂ نفس کنفیوشس کہتا ہے کہ " جس طرح ایک مچھلی سمندر کی تہہ میں جا بیٹھتی ہے اسی طرح ایک نیک آدمی اپنے قلب کی گہرائیوں میں اتر کر اپنا محاسبہ کرتا ہے۔ [53] اسلامی تعلیمات میں بھی محاسبۂ نفس Self-Accountability کی تاکید کی گئی ہے۔ ارشادِ الٰہی ہے: ﴿بَلَى مَنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهُ أَجْرُهُ عِنْدَ رَبِّهِ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ﴾ [54] ترجمہ: اس شخص کے لیے ضرور اجر ہے اپنے رب کے ہاں جس نے اللہ کے حضور اپنا سرِ تسلیم خم کر دیا اور احسان کا معاملہ کیا اور ایسے لوگوں کو نہ دنیا کا کوئی خوف ہو گا نہ آخرت کا کوئی غم دامنگیر۔

25۔ دوسروں کی تکالیف میں ساتھ دینا کنفیوشس نے تقوی کی تعلیمات بیان کرتے ہوئے کہا کہ ہمیں غمگین اور سوگ میں مبتلا شخص کے غم میں شریک ہونا چاہیے، غم میں شریک ہونے سے اس کا غم بٹ جاتا ہے نیز غمگین اور سوگوار کو تسلی ہو جاتی ہے۔ [55]

معاشرتی زندگی کی کامیابی کا راز ایثار و قربانی میں ہے، صحابہ کرام کا سماج ایثار و قربانی کا آئیڈیل سماج تھا، قرآن انصارِ صحابہ کے جذبۂ ایثار کو " **ويو ثرون علىٰ أنفسهم ولو كان بهم خصاصة56** "وہ اپنی ذات پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں خواہ خود اپنی جگہ محتاج کیوں نہ ہوں کے الفاظ سے بیان کرتا ہے

26۔ یکساں معیارِ تعلیم

کنفیوشس ازم میں تعلیم کا معیار سب کے لیے ایک جیسا ہونا ضروری ہے۔ جب معیار تعلیم ایک جیسا ہو گا تو تعلیم فائدہ مند ہو گی اور طبقاتی کشمکش ختم ہو جائے گی۔ کیونکہ تعلیم ہی سے انسان اپنا معیارِ زندگی بہتر بنا سکتا ہے۔ [57]

تعلیم حاصل کرنا ہر بچے کا بنیادی حق ہے۔ ہر شخص اپنی فطری صلاحیتوں اور قابلیتوں کے مطابق تعلیم حاصل کرنے اور اپنے مستقبل کے مشاغل منتخب کرنے کا آزادانہ حق رکھتا ہے۔ اس سلسلہ میں ریاست کی ذمہ داری

ہے کہ وہ اس کے لئے حصول تعلیم کے مواقع فراہم کرے۔ حق تعلیم کی فراہمی میں ریاست کے کردار کے بارے میں شاہ ولی اللہ ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء میں تحریر کرتے ہیں:

"خلیفہ پر واجب ہے کہ جس قدر ہو سکے علوم دینیہ کو قائم رکھے۔ اور ہر شہر میں مدرسین کو مقرر کرے۔ جیسا کہ حضرت عمرؓ نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صحابہ کی ایک جماعت کے ساتھ کوفہ میں مقرر کیا اور معقل بن یسار اور عبداللہ بن معقل کو تعلیم و تدریس کے لئے بصرہ بھیجا۔[58]

27۔معاشرتی امن

چی کانگ شاگردنے کنفیوشس سے پوچھا کہ کس طرح ریاست میں عوام باادب، وفادار اور جفاکش ہو سکتی ہے؟ کنفیوشس نے جواب دیا: لوگوں کی عزت کی دیکھ بھال کروگے تو لوگ پُر وقار ہوں گے۔ لوگوں کے ساتھ پوری محبت کروگے تو وہ وفادار بن جائیں گے۔ قابل شخص کو ترقی دو اور نا اہل کو سکھاؤ تو وہ تمہارے لیے مثبت انداز میں کام کریں گے۔ اگر تم چاہتے ہو کہ لوگوں میں خوبیاں ہوں تو تمہیں خود عملی نمونہ بننا چاہیے۔ اگر تم خود کو ٹھیک کرو اور اصلاح کر کے اعلیٰ مثال بناؤ تو کون ہے جو ٹھیک نہ ہو؟[59]

اس سارے مکالمے کا مقصد صاف ظاہر ہے اور وہ یہ کہ اگر حاکم اچھا ہو گا تو عوام خود بخود اچھی ہو جائے گی۔ لہٰذا ایک کی اچھائی ہی دوسرے کو متاثر کرتی ہے۔ دین اسلام کا موقف بھی یہی ہے۔

28-منصفانہ تقسیم وسائل

کنفیوشس اس بات پر زور دیتا ہے کہ اچھے حاکم یا صاحبِ اقتدار کا غربت سے کوئی سروکار نہیں ہوتا بلکہ اس کی ہمہ گیر سوچ غیر مساوی تقسیم کے بارے میں پریشانی ہوتی ہے۔[60]

اسلام ہر فرد معاشرہ کو ایسا سماجی مقام دیتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو معاشرے کا ایک جزو تصور کرے۔ جہاں اس کے ماحول کا ہر فرد اس کے دکھ درد میں برابر کا شریک ہے۔ سیرت نبوی ﷺ کی تعلیمات اس کا ہمہ گیر احاطہ کرتی ہیں۔ مریض جو قدرتی معذوری کے سبب معاشرے کے عضوِ فعال نہیں رہتا اس امر کا مستحق ہے کہ اسے بھرپور توجہ دی جائے۔ حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں۔لِمُسلِمِ عَلَی المُسلِمِ سِتَّةٌ بِالمَعرُوفِ یُسلِمُ عَلَیهِ إذَا لَقِیَهُ.وَیُجِیبُهُ إذَا دَعَاهُ.وَیُشَمِّتُهُ إذَا عَطَسَ.وَیَعُودُهُ إذَا مَرِضَ. وَیَتّبِعُ جَنَازَتَهُ إذَامَاتَ.وَیُحِبُّ لَهُ مَا یُحِبُّ لِنَفسِهِ [61] ترجمہ: ایک مسلمان کے دوسرے پر پانچ حقوق ہیں۔ سلام کا جواب دینا، مریض کی عیادت کرنا، جنازے کے پیچھے چلنا، دعوت قبول کرنا، اور چھینک مارنے والے کی چھینک کا جواب دینا۔

29۔ مقصدِ حیات اور انسانی کاوش

بشیر احمد ڈار اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ ": کنفیوشس کے نزدیک انسانی زندگی با مقصد تھی اور کائنات کا تصور بالکل ارتقاء پذیر ہے جس کی اصلاح میں ہر انسان اپنی ذاتی کوششوں سے اضافہ کر سکتا ہے اور اسی لیے اس کا اخلاقی نظام رجائیت کا آئینہ دار ہے جس میں انسانی کردار و سیرت کو نمایاں حیثیت دی گئی ہے۔ وہ زندگی سے گریز نہیں بلکہ زندگی کے مسائل سے دوچار ہونے اور ان کی انسانی ضروریات کے مطابق ڈھالنے کی تعلیم دیتا ہے"۔[62]

اسلامی تعلیمات کے مطابق بھی کائنات اور انسان دونوں کی تخلیق با مقصد ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا﴾[63] کیا تم نے یہ گمان کر رکھا ہے کہ ہم نے تمہیں بیکار پیدا کیا ہے؟

﴿وَأَنْ لَيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَى﴾[64] انسان کے لیے وہی کچھ ہے جس کے لیے وہ کوشش کرتا ہے۔

30۔ سیاست و جہاد کا تصور

کنفیوشس کا قول ہے کہ: "Confucius and his pupils wandered in countries all over china to seek political position and one of them Zilu died in a battle".[65]

اسلام میں بھی سیاست اور جہاد دین سے الگ نہیں ہیں بلکہ امور سلطنت کی انجام دہی اور قیامِ امن کے لیے بوقت ضرورت ناگزیر ہیں۔ حضرت علامہ اقبالؒ نے اسی بات کی طرف اشارہ کیا ہے:

جلالِ پادشاہی ہو کہ جمہوری تماشا ہو جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی بالِ جبریل

31۔ جذبۂ حب الوطنی کنفیوشس حاکم کو ملک و ملت کی بے لوث خدمت کرنے کا کہتا ہے:۔ "اگر کوئی شخص اپنے ملک کی خدمت کے جذبہ سے محروم ہو تو وہ انسانیت کے درجہ سے گرا ہوا ہے۔"[66] اسلام بھی اپنے ماننے والوں کو اپنے وطن کے ساتھ محبت و وفا کا درس دیتا ہے بلکہ حب الوطنی کو ایمان کا جزو قرار دیتا ہے۔ جیسا کہ فرمان ہے: **حُبُّ الوَطَنِ مِنَ الإِيمَانِ** وطن کی محبت جزوِ ایمان ہے

حاصل بحث

مندرجہ بالا بحث سے یہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ اگرچہ کنفیوشس ازم کی بنیادی و اساسی تعلیمات اسلامی تعلیمات کے مقابلے میں مبہم و مختلف ہیں مگر اس کے باوجود اس مذہب کے سیاسی تصورات و نظریات اسلام کے عقائد و نظریات سے کافی حد تک مطابقت رکھتے ہیں۔ اس ضمن میں جو تعلیمات اسلام کی ہیں تقریباً اسی شکل میں کنفیوشس کی تعلیمات بھی ہیں۔ مگر یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح و بیّن ہے کہ اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات اور

کامل دین ہے جو دنیوی و اخروی فلاح کے حصول کے لیے باقاعدہ، انتہائی منظم اور مکمل راہنمائی کا سامان فراہم کرتا ہے۔ اسلام انسانی حیات و حاجات کا کوئی گوشہ یا پہلو تشنہ تکمیل نہیں رہنے دیتا۔ خواہ مذہبی عقائد و نظریات ہوں یا اخلاقی تعلیمات، معاشرتی اقدار ہوں یا سیاسی نظام، معاشی استحکام ہو یا روحانی تربیت، اسلام ہر پہلو پر یکساں طور پر توجہ دیتا ہے جبکہ کنفیوشزم میں یہ عقائد و نظریات اور اصول و اقدار کسی حد تک اسلام کی تعلیمات کے ساتھ مطابقت و یکسانیت رکھنے کے باوجود یا تو محدود ہیں یا مبہم۔ اسلام اپنے ماننے والوں کو حکم دیتا ہے کہ:

﴿ يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ ۚ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴾ 67 ترجمہ: اے ایمان والو! دین میں مکمل طور پر داخل ہو جاؤ۔

حواشی

---

(1) Hastings, James, John Alexander Selbie, and Louis Herbert Gray, eds. *Encyclopaedia of religion and ethics*,23,Vol.4 (New York:Scribner, 1974)

(2)۔ چو چین کی ایک چھوٹی سی طاقت ور سلطنت تھی جس کا بانی ماں زن تھا مان ایک فوجی گورنر تھا جو کہ خود کو چو کا بادشاہ کہلاتا تھا

(3) Nigosian S.A, World Religions, (New York :Bedford: 2000),120 -121

(4) تاؤازم اور کنفیوشس ازم، رابرٹ، ڈی ویئر: (مترجم ملک اشفاق)، بک ہوم لاہور، 2006، ص:12

(5) The Hutchinson, Dictionary of world History(Helicon Publishing Ltd,1998),149)

(6) سورۃ النساء:4/58

(7) مکالمات کنفیوشس 6:17

(8) سنن ابی داؤد، کتاب الخراج والفيء والإمارة، باب فِي الْخَلِيفَةِ يَسْتَخْلِفُ، حدیث 2939، ص:3/91

(9) ایضا 9:24

(10) صحیح مسلم شریف، (مترجم علامہ وحید الزمان)، نعمانی کتب خانہ، لاہور، 1981ء، کتاب الامارات، باب فضیلۃ الام العادل، ص:5/120

(11) مکالمات کنفیوشس، 9:26

(12) فیض الباری علی صحیح البخاری، محمد انور شاہ کشمیری، کتاب العلم، باب قول اللہ تعالیٰ (واٰتوا النساء...)، 5/533

(13) سنن ترمذی، کتاب الإیمان عن رسول اللہ ﷺ، باب مَا جَاءَ فِي أَنَّ الْمُسْلِمَ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ، حدیث نمبر 2627، 5/17

(14) Chinese Philosophy, Wing. Tsit Chan,p-20

(15) اسلام کا نظام حکومت، مولانا حامد انصاری، الفیصل ناشران: لاہور، 2015، ص:145

(16) مکالمات کنفیوشس، 4:12

(17) امیر علی خان، اقوال زریں کا انسائیکلوپیڈیا، ممتاز اکیڈمی، لاہور، 331

(2) مکالمات کنفیوشس، 1:5

(19)سورۃالقصص:83/28

(20)مکالمات کنفیوشس5:27

(21) صحیح مسلم، کِتَاب الزُّھْدِ وَالرَّقَائِقِ، باب الإِحْسَانِ إِلَى الأَرْمَلَةِ وَالْمِسْكِينِ وَالْيَتِيمِ، حدیث نمبر:7468، ص:47/5

(22)تاریخ مذاہب، ص:110

(23)کنفیوشس زرتشت اور اسلام، ص:23

(24)النحل:97/16

(25)سورۃالصف:3/61

(26)تاریخ مذاہب، رشید احمد، ذمر د پبلیکیشنز، کوئٹہ، ص:109

(27)السیاسۃالشریعۃ، امام تیمیہ، ص:32

(28)طبقات ابن سعد، ذکر استخلاف عمر، ص:284/3

(29)مکالمات کنفیوشس4:25

(30) صحیح مسلم، مسلم بن حجاج، کتاب البر والصلہ والآداب، باب تحریم ظلم المسلم وخذلہ واحتقارہ ودمہ وعرضہ ومالہ، حدیث نمبر، 6708، ص: 421/5

(31) The Anaclects of Confucius, 135, Chap:xv.24

(32)سورۃالمائدۃ:2/5

(33)ایضا3:19

(34) سورة البقره :279/2

(35)مکالمات کنفیوشس2:18

(36) **حیاۃالصحابہ**، مولانا محمد یوسف کاندھلوی(مترجم: مولانا احسان الحق)، ج،2، بک ایجنسی، لاہور، 101

(37)مکالمات کنفیوشس 2:14

(38)سورۃص:26/38

(39)Encyclopedia of the world's Religions,R.C.Zaehner,p.373

(40)تزکیہ نفس، مولانا امین احسن اصلاحی، ملک سنز تاجران کتب، فیصل آباد، 1986ء، ص:120-121

(41)سورۃالحجرات:13/49

(42)سورۃالحجرات:6/49

(43)مکالمات کنفیوشس:12:19

(44)سورۃالاعراف:146/7-147

(45)مکالمات کنفیوشس.:12:24

([46]) The World's Religion,Huston Smith,p-173

([47])سورۃ الفرقان:25/63

([48]) کنفیوشس زرتشت اور اسلام، ص: 20

([49]) کنفیوشس زرتشت اور اسلام، ص: 20

([50]) سورۃ البقرۃ:2/83

([51])سورۃ الحج: 22/78

([52])سورۃ العنکبوت:29/69

([53])ایضا، ص 26

([54])سورۃ البقرۃ:2/112

([55])مکالمات کنفیوشس 7:9

([56]) سورۃ الحشر: 59/9

(57)مکالمات کنفیوشس:7:7

([58])ازالۃ الخفاء عن خلافت الخلفاء، شاہ ولی اللہ، قرآن محل، کراچی، ص:1/134

([59])مکالمات کنفیوشس2:20

([60])ایضا 16:1

([61])سنن ابن ماجہ، محمد بن یزید ابو عبد اللہ القزوینی، دار الفکر-بیروت، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی عیادۃ المریض، حدیث نمبر،1433، ص:1/461

([62])حکمائے قدیم کا فلسفہ اخلاق، بشیر احمد ڈار، ص:28

([63])سورۃ المؤمنون:23/115

([64])سورۃ النجم:53/39

([65])Similarities and islam(Article)

حکمائے قدیم کا فلسفہ اخلاق، بشیر احمد ڈار، ص:25-1

[67]-سورۃ البقرہ:2/208